مولانا عبدالمنان سلفی کی ترجمہ نگاری: ایک جائزہ

جمشید عالم عبدالسلام سلفی (المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا)

صاحبِ قلم وقرطاس فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ ہمہ گیر و ہمہ جہت علمی شخصیت کے مالک تھے۔ وہ متنوع دینی و دعوتی، علمی و جماعتی اور تدریسی و تربیتی امور میں اپنے آپ کو مشغول رکھتے تھے۔ پوری زندگی آپ نے کتاب وسنت کی تعلیم دی اور علمی جوت جگایا۔ طالبانِ علومِ شرعیہ، علماء و اساتذہ، وابستگانِ جماعت و جمعیت اور بلا تفریق مذہب وملت عوام الناس کو اپنی علمی و دینی اور خوش مزاج وخوش اخلاق شخصیت سے فائدہ پہنچایا۔ شیخ رحمہ اللہ نے دینی وعلمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور ابتدا ہی سے باوقار علمی شخصیتوں کے زیر سایہ تعلیم وتربیت پائی، جس کا نمایاں اثر و چھاپ آپ کی شخصیت پر بھی پڑا اور ہم لوگوں نے اس کا تجربہ ومشاہدہ بھی کیا، شیخ رحمہ اللہ ہمارے گاؤں انتری بازار کے وقار اور لوگوں کے علمی و دینی مرجع تھے۔ عوام الناس جہاں اپنے دینی و دنیوی مسائل کے حل کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے، وہیں علماء وطلبہ کی جماعت علمی نکات کی بحث وتفتیش اور مختلف تعلیمی وتحقیقی امور کی عقدہ کشائی کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوتی تھی۔ شیخ رحمہ اللہ کی متنوع علمی و دعوتی خدمات میں سے ایک اہم خدمت ترجمہ نگاری بھی ہے، شیخ کی بیشتر تحریریں اردو زبان میں ہیں، البتہ عربی اور ہندی زبانوں میں بھی آپ نے خامہ فرسائی کی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف عربی تحریروں کو بھی اردو جامہ پہنایا ہے۔

دراصل آپ کا اصل تعلیمی و دعوتی اور علمی میدان اردو زبان کی رہینِ منت تھا، آپ نے اسی زبان کی آبیاری کی، اسی زبان کے توسط سے مختلف علمی و دعوتی امور کو انجام دیا، اسی لیے آپ کی بیشتر تحریریں اردو زبان میں ہیں، تاہم آپ نے دو کتابیں ہندی زبان میں لکھی ہیں جو کہ مطبوع ہیں اور بہت سی عربی تحریروں کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ اسی طرح باقاعدہ عربی زبان میں بھی آپ نے خامہ فرسائی کی ہے، جیسا کہ آپ رحمہ اللہ کی غیر مطبوعہ تالیف "وضع المسلمين في نيبال" اور "فضائل الصحابة في ضوء الكتاب والسنة" سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں کتابیں عربی زبان و ادب پر آپ کے دسترس کی دلیل وغماز ہیں۔

شیخ محترم رحمہ اللہ کو عربی زبان و ادب سے بڑی انسیت وشیفتگی تھی اور اس میں گہرا عبور بھی حاصل تھا اور

تدریسی میدان میں مختلف فنون کی عربی کتابوں کی تدریس سے بھی کافی درک وتجربہ حاصل ہوا۔ تعلیم کے زمانے میں ہی جامعہ سلفیہ بنارس میں طلبہ کے پندرہ روزہ حائطیہ اور سالانہ مجلہ ''المنار'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے، جو آپ کی علمی لیاقت وقابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فراغت کے بعد آپ نے تدریسی زندگی میں قدم رکھا۔ پوری دل جمعی، تندہی اور محنت ولگن کے ساتھ تاحیات اسی میدان میں لگے رہے اور اپنے پیچھے ہزاروں شاگردوں کو چھوڑا، بہتوں کی تربیت کی اور اپنے پیچھے علمی ودعوتی خدمات کا زریں سلسلہ اور حسین گلدستہ بھی بطور الباقیات الصالحات چھوڑا۔ تدریسی زندگی کی لمبی مدت کے دوران عربی زبان و ادب کی متعدد کتابیں آپ کے زیر تدریس آئیں اور آپ نے بحسن وخوبی ان کا حق بھی ادا کیا، جیسا کہ آپ کے شاگردان اس کے گواہ ہیں اور وہ مختلف دینی وعلمی خدمات انجام دیتے ہوئے اس بات کا بین ثبوت بھی ہیں۔ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر نیپال کی عرب ممالک میں نمائندگی، عرب شیوخ سے عربی زبان میں بے تکلفانہ گفتگو، وقتاً فوقتاً عربی زبان میں خط وکتابت اور دو عربی کتابوں کی تالیف آپ کی عربی دانی کی غماز ہے۔ آپ نے بھلے ہی صحافتی میدان میں اردو زبان وادب کی آبیاری کی اور تادم واپسیں اسی سے منسلک بھی رہے، مگر عربی زبان وادب سے بھی آپ کا رشتہ ہمیشہ برقرار رہا، تحریری میدان میں عربی زبان وادب کو بھلے ہی اپنا مستقل مشن نہیں بنایا اور نہ ایسا کوئی اسٹیج ہی ملا کہ باضابطہ اس سے جڑ کر عربی زبان وادب کی نشر و اشاعت میں ہاتھ بٹاتے، لیکن پھر بھی آپ ہمیشہ عربی زبان و ادب سے وابستہ رہے اور مختلف طرح سے عربی زبان وادب کے رموز و اسرار، مخصوص مزاج، محاورے و تراکیب، محکم تعبیرات اور فنی آگاہی سے ہمکنار ہوتے رہے اور طلبہ کو بھی مستفید کرتے رہے۔

درحقیقت ترجمہ نگاری اور ایک زبان کی دینی وادبی اور تہذیبی ثقافت کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا فن ایک قدیم فن ہے، جو بڑی ہنرمندی، ہر دو زبان میں علمی لیاقت وبرتری، طویل محنت وجاں فشانی اور شوق ولگن کا متقاضی ہے۔ حالات اور زمانے کے اعتبار سے مختلف ادوار میں مختلف علوم وفنون کی بہت ساری کتابیں ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کی گئیں ہیں۔ کسی بھی زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا اور اسے سلیس وآسان اور عام فہم بنا کر قارئین کے سامنے پیش کرنا آسان کام نہیں ہے، مترجم کو بیک وقت دونوں زبانوں کے قواعد وضوابط، اسرار و رموز اور فنی باریکیوں سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ دونوں زبانوں کے مزاج اور باریکیوں پر گہرا درک اور سچی لگن ہی ترجمہ نگاری کا حق ادا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، ورنہ دل چسپی کے بغیر محض لفظی ترجمہ کرنا اور حسین عبارتوں کو بے معنی، مغلق وگنجلک بنانا مکھی پر مکھی مارنے کے

مترادف ہوتا ہے۔ترجمہ نگاری ایک ایسا مستقل فن اور ہنر رکھتی ہے، جو طویل تجربے، کافی محنت و مشقت اور انتہائی سلیقہ وہنرمندی کے بعد آتا ہے۔شیخ رحمہ اللہ کو بیک وقت عربی واردو دونوں زبانوں پر کافی عبور و درک حاصل تھا، دونوں زبانوں سے انسیت تھی اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ وشوق اور تڑپ بھی رکھتے تھے،اردو کے تو ممتاز صحافی و قلم کار تھے ہی عربی زبان میں بھی مافی الضمیر کی ادائیگی کا ہنر بخوبی آتا تھا۔جیسا کہ عربی واردو زبانوں میں لکھی ہوئی آپ رحمہ اللہ کی کتابیں، مقالات، تاثرات، ترجمے اور خطوط اس کا واضح ثبوت ہیں۔اور اس پر مستزاد یہ کہ ایک طویل مدت تک آپ نے قرآن و حدیث،تفسیر، اصولِ تفسیر وحدیث،عقیدہ، فقہ، اصول فقہ،صرف ونحو، بلاغت اور عربی ادب وانشاء کی تعلیم پر مامور رہے،اوران فنون پر مشتمل عربی زبان وادب کی اونچی کتابیں مدتِ دراز تک آپ کے زیر درس رہیں،ادھر تقریباً بیس سالوں سے آپ نے فقط عربی زبان وادب پر مشتمل کتابوں کا درس دیا اور اردو زبان پر مشتمل کتابیں آپ کے زیر درس نہیں کے برابر رہیں۔اس طویل تدریسی تجربے کی وجہ سے دونوں زبانوں کے علمی اثاثوں اور لغات وامہاتِ کتب کا مطالعہ آپ کی زندگی کا لازمی عنصر بن چکا تھا اور پھر ان عربی کتابوں کے نصوص کو طلبہ کی مادری زبان اردو میں احسن طریقے سے انھیں سمجھانا اوران کے سامنے باریک وادق عبارتوں کی تسہیل وتوضیح کرنا اور عربی زبان وادب اور اس کے قواعد کے رموز و نکات کو ان کے سامنے اجاگر کرنا روز مرہ کا معمول تھا۔علاوہ ازیں صحافتی میدان میں شیخ رحمہ اللہ کی بیشتر تحریریں دینی موضوعات پر مشتمل ہوا کرتی تھیں،جن میں نصوص کتاب وسنت کو سلیس اردو قالب میں ڈھالنا اور علمائے سلف کے اقوال کو اردو جامہ پہنانا آپ کا معمول تھا۔ آپ کی تالیف کردہ کتابوں اور مجلّات و ماہناموں میں شائع ہونے والے مضامین کے اندر بہت سی عربی عبارتوں کا سلیس ترجمہ وافر مقدار میں موجود ہے، جو آپ کے ترجمہ نگاری کے اسلوب وطرزِ نگارش کو سمجھنے میں کافی مدد ومعاون ہے اوراس فن میں آپ کی مہارت ودرک کا عمدہ نمونہ ہے۔

شیخ رحمہ اللہ نے ماہنامہ نور توحید جھنڈانگر نیپال اور ماہنامہ السراج جھنڈانگر نیپال کی ادارت کے دوران میں عالمِ عرب کے ممتاز علمائے کرام کی عربی تحریروں کو اردو قالب میں ڈھالا ہے۔آپ رحمہ اللہ کی ترجمہ کردہ یہ تحریریں زیادہ تر علمائے کرام کے فتاویٰ جات اور مختلف دینی موضوعات پر مشتمل ہیں۔یہ تحریریں آپ رحمہ اللہ کی زبان دانی، سلاست وسلیس بیانی اور اردو وعربی زبان و ادب پر درک وعبور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔آپ رحمہ اللہ کی ترجمہ کردہ تحریروں پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ترجمہ نگاری میں آپ کی عظمت اور فنی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی مہارت اور چابکدستی سے جن عربی تحریروں

کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے وہ ترجمہ اور ترجمانی کے بجائے اصل معلوم ہوتی ہیں اور بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی بہترین اور کامیاب ترجمہ نگاری کی علامت وخصوصیت ہے کہ اصل متن کو اس طرح دوسری زبان میں منتقل کر دیا جائے کہ اس کے اصل مزاج سے روگردانی بھی نہ ہو اور قاری کو ترجمہ شدہ مضمون پڑھتے وقت یہ احساس بھی نہ ہو کہ یہ عبارتیں کسی دوسری زبان سے منتقل کی گئی ہیں، بلکہ اس میں سلاست و روانی بھی ہو اور مذکورہ زبان کی ادبی چاشنی بھی پوری طرح نمایاں رہے، کسی قسم کی ژولیدگی اور بوجھل پن نہ ہو کہ چند سطریں پڑھنے کے بعد ہی قاری اکتاہٹ کا شکار ہو جائے اور پڑھنا بند کردے۔

ترجمہ اور ترجمہ نگاری درحقیقت ایسا دقیق، مشکل، پیچیدہ اور نازک فن ہے، جس میں مترجم اپنے خیالات و احساسات کو بالائے طاق رکھ کر دوسری زبان کے متن و عبارت اور اس کے مؤلف کے فکر وخیال کو اپنے قارئین کے سامنے ان کی زبان میں پیش کرتا ہے اور وہ جس قدر عمدہ ودل کش طرزِ بیان اور آسان وعام فہم اسلوب میں پیش کرتا ہے اسی قدر وہ کامیاب مترجم مانا جاتا ہے اور ایسا اس وقت ممکن ہوتا ہے، جب کہ مترجم دونوں زبانوں کی نزاکتوں اور فنی باریکیوں سے بخوبی آگاہ ہو اور پھر اصل مصنف اور اس کی بیان کردہ آراء ونظریات سے ہم آہنگ ہو اور اگر ہم فکر و ہم خیال نہ ہو تو پھر مصنف کے خیالات ونظریات کو بخوبی سمجھتا ہو اور اسے ہو بہو بیان کرنے کی تاب اور ہنر رکھتا ہو۔ ترجمہ شدہ تحریروں کو پڑھتے وقت عام قارئین کے سامنے نہ تو اصل تصنیف ہوتی ہے اور نہ وہ اس کی باریکیوں اور اندازِ بیان سے واقف ہوتے ہیں اور نہ انھیں اس کی ضرورت ہی ہوتی ہے، بلکہ وہ فقط ترجمہ شدہ تحریر سے استفادہ کرتے ہیں، اس کی فنی باریکیوں اور اس کے اسلوب وطرزِ بیان اور جاذبیت وسحر انگیز پیرائے سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کا ترجمہ کردہ بیشتر مواد آسان اور عام فہم اسلوب میں ہے، پیچیدہ اور گنجلک عبارتیں نہیں کے برابر پائی جاتی ہیں، اس سلسلے میں شیخ کو کافی تجربہ بھی حاصل تھا اور پھر شیخ نے اُنھی متون اور موضوعات کا ترجمہ کیا ہے، جن سے فکری طور پر وہ ہم آہنگ اور مانوس تھے اور موضوع سے متعلق خود بھی کافی معلومات رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی ترجمہ کردہ بیشتر تحریریں اسلوب وطرزِ بیان کے ناحیے سے کافی عمدہ ہیں، سلاست و روانی اور قابلِ فہم ہونے کے اعتبار سے ترجمہ کے بجائے خود کی تخلیق اور طبع زاد معلوم ہوتی ہیں۔ البتہ اگر شیخ کی طبع زاد تحریروں سے ترجمہ کردہ مضامین کا موازنہ کیا جائے تو بہر حال دونوں میں کچھ فرق ضرور محسوس ہوتا ہے، شیخ کی اپنی طبع زاد تحریریں ترجمہ کردہ تحریروں کے مقابلے میں کافی سلیس اور شستہ ہیں۔

ترجمہ شدہ مواد کے یہ چند اقتباسات اور نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ کتنی خوش اسلوبی اور عمدگی کے ساتھ عربی متن کو اردو قالب میں ڈھالا گیا ہے کہ ترجمہ کا احساس کم ہی ہوتا ہے، بلکہ خود کی طبع زاد تحریریں معلوم ہوتی ہیں:

''ایسے غلط مقامات پر جانا جہاں حرام اور باطل امور کا ارتکاب ہو رہا ہو یا جہاں غلط چیزیں پیش کی جا رہی ہوں، ''شہادتِ زور'' کے وسیع ترین مفہوم میں شامل ہے، اس لیے ناجائز مجالس میں شریک ہونا، ان کا مشاہدہ کرنا، اہلِ باطل سے میل ملاپ رکھنا اور ان کے ان اعمالِ شنیعہ پر باز پرس نہ کرنا بھی سخت حرام اور بے حد خطرناک ہے۔ اگر کوئی شخص مذکورہ جرائم کا مرتکب ہے تو وہ دائرۂ ایمان سے خارج بھی ہوسکتا ہے ورنہ کم از کم وہ ضعیف الایمان تو ضرور ہی قرار پائے گا۔''[نورتوحید، نومبر ۱۹۹۱ء ص:۸]

''اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلام کی طرف دعوت دینے والی کتابوں کی طباعت و تقسیم میں مال خرچ کرنا ''جہاد بالمال'' کہلاتا ہے۔ اس ضمن میں کمزور ایمان و عقیدہ کے مسلمانوں کی ثابت قدمی کے لیے ان کی مالی امداد، معاشی اعتبار سے کمزور مسلمانوں کا تعاون، مجاہدین کے لیے اسلحوں کی تیاری، خریداری اور دیگر سامانِ جنگ کی فراہمی اور ان کے قیام و طعام پر مال خرچ کرنا بھی شامل ہے۔''[نورتوحید، جون، جولائی ۱۹۹۱ء ص:۳۰]

''رمضان میں نمازِ تراویح یا دیگر ایام میں قیام اللیل (تہجد) کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ کبھی آپ کی قرأت لمبی ہوتی تھی اور کبھی مختصر''[نورِتوحید، فروری، مارچ ۱۹۹۲ء ص:۱۲]

''بعض گمراہ اور نادان لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس بھی شخص سے کوئی خارقِ عادت چیز ظاہر ہوجائے تو وہ اسے اللہ کا ''ولی'' قرار دیتے ہیں، خواہ ایسا شخص تقویٰ اور تدین سے عاری اور اللہ کا باغی و نافرمان ہی کیوں نہ ہو۔ حالاں کہ ''ولی'' وہی شخص ہوسکتا ہے جو متقی و پرہیزگار ہو۔''[نور توحید، ستمبر ۱۹۹۵ء ص:۱۸]

''مال و اولاد کی تمنا ہر انسان کے اندر فطری طور پر پائی جاتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے مابین جنسی اتصال کا قانون بنایا تا کہ انسانی برادری کی نشوونما ہوتی رہے اور انسان کی فطری خواہش کی تکمیل بھی ہوجائے، قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور نبیوں نے اولاد کی نہ صرف تمنا کی ہے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں دستِ دعا بھی دراز کیا ہے۔'' [السراج، جون ۱۹۹۸ء ص:۱۸]

''باپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے خیرخواہ ہو اور انھیں ایسی چیزوں کی تربیت دے اور ایسے اوصافِ حمیدہ سے آراستہ کرے جن سے دنیوی و اخروی فائدہ ہو۔''[السراج، جون ۱۹۹۸ء ص:۲۲]

ترجمہ کے یہ چند نمونے ہیں، جن کے مطالعہ سے آپ شیخ کی ترجمہ نگاری کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اور تقریباً یہی اسلوب اور انداز شیخ کے ترجمہ کردہ بیشتر مضامین میں پایا جاتا ہے۔ کامیاب ترجمہ اور عمدہ ترجمہ نگاری یہ ہے کہ ترجمہ کرتے وقت مترجم پوری امانت و دیانت داری سے کام لے، اصل متن کا مکمل خیال رکھے، اس میں کتر بیونت سے کام نہ لے، مصنف کے خیال ونظریہ کو چوٹ نہ پہنچائے، وہ جس خیال ونظریہ کو جتنی اہمیت اور زور دے کر بیان کر رہا ہے ترجمہ میں بھی اس کی رعایت کی جائے، جو باتیں وہ سرسری انداز میں بیان کر رہا ہو، اسے اسی انداز میں بیان کیا جائے اور بے جا طور پر اپنی طرف سے اس میں مزید زور پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور کسی بھی طرح سے اصل متن میں اپنے خیالات کو در انداز نہ ہونے دیا جائے۔ بہت سے مترجمین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ترجمانی یا فصاحت و بلاغت کے نام پر اصل متن کی روح کو چکنا چور کر دیتے ہیں، مصنف کے خیالات کو بدل کر رکھ دیتے ہیں، ترجمے کو عمدہ اور بامحاورہ بنانے کے چکر میں مصنف اور اصل متن کے ساتھ خیانت کر جاتے ہیں، جب کہ یہ طریقہ قطعی درست نہیں ہے۔ شیخ عبد المنان سلفی رحمہ اللہ کے ترجموں میں اس طرح کی کوئی کمی نہیں پائی جاتی ہے، آپ نے نہ اصل متن کے معنی ومفہوم میں رد و بدل سے کام لیا ہے اور نہ مصنف کے نظریہ کو دوسرا معنی پہنانے کی کوشش کی ہے، بلکہ پوری امانت و دیانت داری سے مصنف کی عبارتوں کو اردو قالب میں ڈھالا ہے اور اپنی طرف سے ان میں بے جا طور پر کمی وبیشی کرنے کی کوشش نہیں کی ہے، البتہ بعض مضامین کی تلخیص ضرور پیش کی ہے۔ دراصل کسی بھی زبان کے تہذیبی وعلمی سرمایہ کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے لیے اصل متن کا لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے، جب کہ یہ بڑا مشکل اور پریشان کن معاملہ ہوتا ہے، اور اس خوبی کو برقرار رکھنے کے لیے مترجم کو بسا اوقات کافی دقت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف جملوں کی ساخت اور عبارت کے مفہوم کا خیال رکھنا اور دوسری طرف جس زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے اس کے خاص اسلوب کی رعایت کرنا بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے اور اس میں وہی مترجمین کامیاب ہوتے ہیں جو دونوں زبانوں کی نزاکت ومزاج اور باریکیوں کو سمجھتے ہیں اور پھر سمجھنے کے ساتھ ساتھ انھیں لفظی پیکر دے کر اپنے انداز واسلوب میں ڈھالنے کا ہنر وسلیقہ بھی جانتے ہیں۔

ہر زبان کی اپنی خاص لسانی وتہذیبی اسالیب و خصوصیات ہوتی ہیں، نیز بہت سی کہاوتیں، مقولے، امثال اور محاورے ہوتے ہیں اور پھر اس زبان کے مصنفین کا اپنا خاص طرزِ بیان و اسلوب ہوتا ہے، جن کا سمجھنا ایک

کامیاب مترجم کے لیے بے حد ضروری ہوتا ہے۔ شیخ عبد المنان سلفی رحمہ اللہ کی تحریریں اس معیار پر پوری اترتی ہیں اوران کی ترجمہ کردہ تحریروں میں مذکورہ باتوں کا بخوبی لحاظ رکھا گیا ہے، اصل متن کے ساتھ بے جا مداخلت کی کوشش نہیں کی گئی ہے اور نہ مصنف کے نظریہ کو بدل کر چوٹ پہنچائی گئی ہے، بلکہ اصل متن کے قریب تر ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور مصنف کے خیال ونظریہ کو پیش کرنے میں پوری امانت ودیانت سے کام لیا گیا ہے۔

البتہ آپ کی ترجمہ کردہ تحریروں میں کہیں کہیں عربی الفاظ بھی درآئے ہیں، جس کی وجہ سے عام قارئین کو مفہوم کے سمجھنے میں دشواری کا سامنا ہوسکتا ہے، مگر اس طرح کی مثالیں کم ہی ہیں، اس کا ایک نمونہ درج ذیل عبارت میں دیکھا جاسکتا ہے: ''تیسری صورت میں آدمی تخطی رقاب کا مجرم ہوگا۔'' [نورتوحید، نومبر ۱۹۹۴ء ص:۱۸]

ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو بہت سی ایسی اصطلاحات اور الفاظ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کا اپنی زبان میں کوئی مناسب متبادل لفظ نہیں ملتا ہے، ایسی صورت میں اہلِ زبان وادب اس کے لیے کوئی مناسب لفظ تجویز کر لیتے ہیں اور بسا اوقات دوسری زبان کے اس لفظ کو اپنی زبان میں ڈھال لیتے ہیں۔ شیخ عبد المنان سلفی رحمہ اللہ کے یہاں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے کہ کسی لفظ کا مناسب اردو نہ ملنے کی وجہ سے اسے ویسے ہی اردو شکل دے کر حاشیہ میں یا بین القوسین اس کی تشریح و وضاحت کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''ان آیات میں اللہ رب العالمین نے محرمات کو تصاعدی ترتیب سے ذکر کیا ہے اور اپنی جانب بے بنیاد باتوں کی نسبت کو سب سے اہم قرار دیا ہے اور اسے ترتیب میں شرک کے بعد ذکر فرما کر اس بات کی جانب اشارہ کیا ہے کہ اللہ کی طرف بے بنیاد باتوں کی نسبت شرک سے بڑا جرم ہے اس لیے کہ اس کا دائرہ شرک سے وسیع تر ہے اور وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے شرک کی تمام اقسام کو محیط ہے۔'' [نورتوحید اگست ۱۹۹۱ء ص:۱۶]

نیچے حاشیہ میں شیخ نے ''تصاعدی ترتیب'' کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''تصاعدی ترتیب کا مفہوم یہ ہے کہ کم اہم چیزوں کو پہلے اور اہم چیزوں کو بعد میں ذکر کیا جائے۔'' کسی مضمون یا کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مصنف کے جملوں کا حسن، عبارتوں کی رعنائی اور تعبیر وطرزِ ادا کی خوبی کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے مفہوم ومطالب کو بھی برقرار رکھنا کسی بھی مترجم کے لیے بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے، اور اکثر مترجمین سے اس معاملے میں چوک ہو ہی جاتی ہے، لیکن شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ نے اپنے ترجموں میں اصل متن کے مفہوم ومطالب کو بخوبی برقرار رکھا ہے اور اصل عبارت کی خوبیوں کو بھی سمیٹنے کی کوشش کی ہے، یہ اور

بات ہے کہ اس میں اُتنی کامیابی نہیں ملی ہے جتنی ملنی چاہیے، اور اس کا حصول تقریباً ناممکن ہے اور اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ اور اس کی وجہ عربی زبان وادب کی ہمہ گیریت ہے کہ بہتیرے عربی الفاظ وتراکیب ایسی ہوتی ہیں کہ انھیں ایک لفظ یا ایک جملے میں ادا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور یہ بھی ایک ثابت شدہ بات ہے کہ کسی بھی زبان کے متن کا ہر لحاظ سے بعینہٖ اسی کے مطابق ترجمہ کرنا انتہائی مشکل ہے بلکہ ناممکن کہیں تو بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ بطور خاص عربی زبان کا ترجمہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ کر دیا جائے وہ اپنے اصل عبارت کے حسن وخوبی اور تاثیر واثر پذیری کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

ترجمہ میں مترجم کا خاص اپنا طرز واسلوب اور پیرایۂ بیان کارفرما ہوتا ہے، وہ ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت گویا نئے تخلیقی مراحل سے گزرتا ہے اور پھر وہ مصنف کے متن اور اس کے الفاظ ومعانی اور مفاہیم کو اپنا خاص اسلوب و انداز اور نیا طرز و آہنگ دیتا ہے، گویا دوسری زبان کے الفاظ وتعبیرات اور لسانی تشکیلات میں چھپے مفہوم کو نیا پیکر عطا کرتا ہے۔ یہ ایک مترجم کے لیے انتہائی دشوار گزار عمل ہوتا ہے، جسے وہ اپنی فنی مہارت اور علمی لیاقت کے ذریعہ بخوبی نبھاتا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے بھی عربی متون کو اپنے اسلوب میں ڈھالا ہے اور انھیں اردو زبان کا پیکر عطا کیا ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بطور نمونہ پیش کردہ عبارتوں کے مطالعہ سے بخوبی اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور صاف طور پر اسے محسوس بھی کیا جاسکتا ہے۔

مذہبی مواد کا ترجمہ کرتے وقت بعض مترجمین لفظی ترجمہ کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض آزاد ترجمہ کرتے ہیں، مولانا مرحوم کا ترجمہ نہ تو مکمل لفظی ہے اور نہ مکمل آزاد ترجمہ ہے، بلکہ ان کے بین بین ہے اور کہیں کہیں مترادف الفاظ کی مناسبت سے لفظ دو لفظ کا اضافہ بھی گوارا کرلیا ہے اور شاید ایسا اسلوب اردو خواں قارئین کی تفہیم کے لیے اختیار کیا ہے، اس کی مثالیں اوپر پیش کیے گئے نمونوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

بہرحال شیخ محترم ایک کامیاب مدرس، بے لوث داعی، بے باک خطیب، ممتاز منتظم، تجربہ کار صحافی وقلم کار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب ترجمہ نگار بھی ہیں۔ اللہ ان کی جملہ خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین!

شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت و زندگی کا ممتاز پہلو تعلیم و تربیت اور دعوت وتبلیغ تھا، آپ ایک کہنہ مشق استاد ومربی، بالغ نظر خطیب اور داعیانہ اوصاف وکمالات سے متصف مخلص و سچے داعی ومبلغ تھے۔ اور یہ ساری خوبیاں آپ رحمہ اللہ کی تحریروں میں بھی جھلکتی ہیں۔ ادب اسلامی ہی

آپ کی جولان گاہ تھی اور کتاب وسنت کی تعلیمات کی نشر و اشاعت ہی آپ کا مقصود حقیقی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی آپ نے ایسی ہی تحریروں کا انتخاب کیا ہے، دیگر ادبی موضوعات کے بجائے خالص دینی و مذہبی موضوعات کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے، جو کہ آپ کے مزاج اور مقصود کے موافق تھا۔ بہر حال وقت اور حالات کی مناسبت سے شیخ ابن باز، علامہ ناصر الدین البانی، شیخ صالح العثیمین، شیخ محمد بن جمیل زینو، شیخ محمد عبد الرحمن الخمیس رحمہم اللہ وغیرہم کے علمی وتحقیقی فتاویٰ ومضامین کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے، جو کہ عوام کی دینی ضرورت کے تحت پیش کی گئی ہیں۔ اور ترجمہ بھی بہت سلیس اور عام فہم اردو تعبیر میں کیا گیا ہے، لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ کسی دوسری زبان سے اردو میں منتقل کی گئی ہیں۔ جیسا کہ اوپر اس کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ماہ نامہ نورتوحید اور السراج میں ترجمہ پر مشتمل چھپی تحریروں کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

1 - موجودہ زمانہ کی چند بدعات، ڈاکٹر صالح الفوزان، نورتوحید جولائی ۱۹۹۰ء

2 - حیات خضر حقائق کے آئینہ میں، شیخ یوسف عبدالرحمان البرقاوی، نورتوحید اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء

3 - فرقۂ ناجیہ اور اس کی علامتیں، شیخ محمد بن جمیل زینو، نورتوحید جنوری ۱۹۹۱ء

4 - شہادتِ زور اور اسکے برے اثرات، شیخ عبداللہ بن صالح القصیر، نورتوحید اگست ۱۹۹۱ء

5 - قیام رمضان کے فضائل و مسائل، علامہ ناصر الدین البانی، نورتوحید، فروری مارچ ۱۹۹۲ء

6 - صف کے پیچھے تنہا نماز کا حکم، محمد بن صالح العثیمین، نورتوحید نومبر ۱۹۹۴ء

7 - سفر کے آداب واحکام، شیخ محمد بن صالح العثیمین، نورتوحید، اپریل ۱۹۹۵ء

8 - فرضیت حج کے شرائط، فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین، نورتوحید، مئی ۱۹۹۵ء

9 - روزہ کے چند مسائل، شیخ محمد بن صالح العثیمین، نورتوحید، مئی ۱۹۹۵ء

10 - اولیاء اللہ کا صحیح مفہوم، ڈاکٹر محمد عبد الرحمن الخمیس، نورتوحید، ستمبر ۱۹۹۵ء

11 - اولیاء اللہ کا غلط مفہوم، ڈاکٹر محمد عبد الرحمن الخمیس، نورتوحید، اکتوبر ۱۹۹۵ء

12 - باپ کی تربیتی ذمہ داری، ڈاکٹر محمد رجب مصری، السراج جون ۱۹۹۸ء

13 - بچوں کی تعلیم وتربیت والدین کا اہم فریضہ، ممدوح جلال احمد عامر، السراج جولائی ۱۹۹۸ء

مذکورہ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کی

ترجمہ کردہ بیشتر تحریریں ۱۹۹۸ء سے پہلے کی ہیں اور وہ بھی بہت زیادہ صفحات پر محیط نہیں ہیں، بلکہ بعض تحریریں ترجمہ کے ساتھ ساتھ تلخیص شدہ بھی ہیں۔ مذکورہ تحریروں کے علاوہ شیخ محترم رحمہ اللہ نے شیخ محمد بن جمیل زینو رحمہ اللہ کی تالیف {علامة الفرقه الناحية والطائفة المنصورة} کا ترجمہ بنام {فرقہ ناجیہ اور اس کا طریقۂ کار} کیا ہے، جو کہ ہنوز غیر مطبوع ہے، اسی طرح بدعت کے موضوع پر بھی شیخ رحمہ اللہ نے ڈاکٹر صالح الفوزان رحمہ اللہ کی ایک کتاب کا باقاعدہ ترجمہ کیا ہے، مگر وہ بھی غیر مطبوع ہے۔ ان دونوں کتابوں کے کچھ حصے ماہ نامہ نور توحید کے کچھ شماروں میں اشاعت پذیر ہیں۔ اگر یہ دونوں کتابیں منصۂ شہود پر آتیں تو آپ رحمہ اللہ کی ترجمہ نگاری کا اصل جوہر سامنے آتا اور اس کے مختلف جہات پر بحث و کرید کی گنجائش ہوتی اور ترجمہ نگاری میں آپ رحمہ اللہ کی فنی کاوش اور اس سلسلے میں آپ کے مقام و مرتبہ کا صحیح اندازہ ہوتا۔ مگر جو بھی ترجمہ شدہ مواد موجود ہے اس سے اس میدان میں آپ کی مہارت، فنی درک، پرشکوہ اسلوب، تعبیر و بیان کی عمدگی اور عربی و اردو زبان و ادب پر کامل دسترس و عبور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ادھر تقریباً چھ سات سالوں سے آپ نے خالص ترجمے کا کوئی کام نہیں کیا، اس کی وجہ شاید آپ کی جماعتی و تنظیمی، تدریسی و صحافتی اور دعوتی مصروفیات اس جانب توجہ دینے سے مانع رہی ہوں، البتہ اس دور میں اردو زبان میں کئی ایک کتابیں منظرِ عام پر آئی ہیں اور دعوتی و تنظیمی مصروفیات میں بھی خاصا اضافہ نظر آیا۔

بہرحال آپ رحمہ اللہ ایک ماہر و ممتاز ترجمہ نگار تھے اور ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی آپ کی خدمات لائقِ تحسین ہیں، جیسا کہ آپ کی ترجمہ کردہ تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔

اس وقت ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ شیخ رحمہ اللہ کی جو بھی تالیفات وتصنیفات، مختلف مجلّات میں بکھرے تحقیقی مضامین، مختلف علمی و دینی کتابوں پر تبصرے، سوانحی خاکے اور ترجمہ کردہ مضامین و کتابیں ہیں انھیں زیور طباعت سے آراستہ کریں خاص کر ان کے خلف الرشید عزیزی سعود اختر سلفی سلمہ اللہ کو اس جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور شیخ رحمہ اللہ کے جو متمول شاگردان ہیں انھیں بھی اس سلسلے میں اپنا دستِ تعاون دراز کرنا چاہیے۔ اللہ رب العالمین شیخ کی خدمات ومساعی کو قبول فرمائے اور جملہ بشری لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

***